نمبر ۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ایک آنہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۸ | مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۵ عیسوی | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ زکام کی وجہ سے کمزوری ابھی ہے۔ خاندان نبوت میں خیریت ہے۔

ہفتہ میں دو دن مردوں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا درس ہوتا ہے۔ بقیہ ایام میں جناب حافظ روشن علی صاحب نے درس دینا شروع کر دیا ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا شملہ سے واپسی تشریف لاتی ہوئی مالیر کوٹلہ میں ٹھہر گئی ہیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب بھی وہیں ہیں۔

وفد نمبر ۴ کا دورہ ختم کر کے حافظ جمال احمد صاحب و مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل واپس آ گئے ہیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب چند دن کیلئے اپنے وطن تشریف لے گئے

اخبار احمدیہ

مساکین کیلئے کپڑے

الحمد للہ کہ جلسہ آن پہونچا ہے۔ احباب اپنی جلسوں پر اس جوش اور وفور محبت کے ساتھ جو خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کا خاصہ ہے۔ دیار محبوب کی طرف سفر کی تیاریاں کر رہے ہونگے۔ جلسہ پر آتے وقت جو لہریں خوشی اور انبساط کی قلوب میں موجزن ہوتی ہیں۔ ان کی کیفیت کو دل ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ اس تقریب پر میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس موقع پر ان مساکین کا بھی خیال رکھیں۔ جو قادیان کی برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے یہاں رہتے ہیں۔ آجکل سردی کا موسم ہے۔ احباب جلسہ پر آتے ہوئے ان کے لئے کپڑے ساتھ لیتے آئیں۔ جن دوستوں کو اللہ تعالےٰ توفیق دے وہ نئے بنوا دیں اور جو اپنے استعمال شدہ پارچات میں سے دے سکیں وہ ان میں سے دیں۔ اور قادیان پہنچکر دفتر ڈاک میں پہنچا دیں۔

امید ہے کہ احباب ضرور اس بارہ میں کوشش کر کے عنداللہ ماجور رہوں گے۔ والسلام عبد القدیر خادم ڈاک

ٹورنامنٹ کی رپورٹ میں اصلاح

احمدیہ ٹورنامنٹ کے متعلق الفضل میں جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ جن کی اب اصلاح کی جاتی ہے۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے صرف بڑے لڑکوں کا فٹ بال میچ ملاحظہ فرمایا تھا۔ بچوں کے میچ میں تشریف نہیں لے گئے تھے۔

۲۔ گیند پھینکنے میں ملک عبد العزیز طالب علم مدرسہ احمدیہ اول رہا۔ نہ کہ میاں فیروز الدین جنٹلمین ٹیم کا۔

۳۔ ہائی سکول کی ٹیم نے ہاکی فائنل جنٹلمین ٹیم سے جیتی۔ نہ کہ مدرسہ احمدیہ سے۔

۴۔ Flying Shot میں اول میاں محمد احمد خاں صاحب ابن جناب عنایت حسین خاں صاحب پیلی بھیت رہے۔ نہ کہ میاں محمد احمد ابن حضرت نواب صاحب ؛

ثواب کا موقع

ملکانہ تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ سانڈھن کے چند احمدی ملکانے قادیان سالانہ جلسہ پر آنا چاہتے ہیں۔ مگر بعض ان میں بوجہ افلاس اور مالی مشکلات کرایہ وغیرہ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ ایسے مخلص احمدی ملکانوں کی اس نیک خواہش کے پورا کرنے میں ممد ہوں۔ تو آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ بہت ثواب ہوگا۔ جو حضرات ہمارا ملکانہ تبلیغ میں ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں۔ وہ براہ نوازش امدادی رقم ۱۵ ر دسمبر ۱۹۲۵ء سے قبل بھیجکر مشکور فرماویں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دمشق کیلئے عربی کتب

کچھ دن ہوئے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مبلغ دمشق کی ایک تحریک اخبار الفضل میں شائع ہوئی تھی۔ کہ اس علاقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عربی لٹریچر کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس غرض کے لئے ان کے پاس کافی روپیہ نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخلص احباب ان کی امداد فرمائیں۔ اس تحریک کو پڑھ کر برادرم سعد الدین احمدی سیکنڈ ماسٹر اینگلو ورنیکلر مڈل سکول دولت نگر ضلع گجرات نے مبلغ ۵؍ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے امید کہ جماعت کے باقی مخلص احباب بھی اس تحریک میں حصہ لے کر عربی لٹریچر کا وہاں کافی ذخیرہ مہیا کر دیں گے۔ ناظر دعوت و تبلیغ

فرم جنوبی ہند کے متعلق اعلان

جن احباب کی درخواستیں مستقل سفارشی جماعت میرے پاس پہنچ گئی ہیں ان کے نام جنوبی ہند کے فرم میں بھیجے جا رہے ہیں۔ جن کے چال چلن کی تصدیق جماعت کے مقامی افسران کی طرف سے نہیں ہوئی ان کی درخواستیں نہیں جا سکتیں ہیں کسی دوست کو جواب کسی یا دہانی کا نہیں دونگا۔ یہ کافی ہے کہ اخبار میں اعلان کر دیا جائے۔ اب جو لوگ منتخب ہونگے انہیں تحریر کے ذریعہ مطلع کر دیا جائیگا۔ ناظر امور عامہ قادیان

جالندھر میں احمدی وکیل

مولوی محمد احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل کپورتھلہ نے جو ایک نہایت مخلص نوجوان احمدی ہیں ہمارے مشورہ کے ماتحت جالندھر شہر میں وکالت کا کام شروع کیا ہے۔ جماعت کے احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے علاقہ کے زیر اثر احباب کو مشورہ دیں۔ کہ وہ مقدمات کی پیروی کیلئے ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ نہایت محنت اور شوق سے کام کرنے والے آدمی ہیں۔ نیز احمدی احباب جب کبھی جالندھر جائیں ان سے ملتے رہیں۔ اور ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کریں

ضرورت یتیم

شیخ عمر الدین صاحب احمدی ساکن سارچور

ضلع گورداسپور۔ کچھ عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو تحریر فرما دیں۔ ان کے عدم پتہ ہونے کی وجہ سے ایک ضروری معاملہ کے متعلق خط و کتابت التوا میں پڑی ہے

اعلان بیعت

خاکسار ایک عرصہ سے ملک افریقہ میں بودو باش رکھتا تھا۔ اب وہاں سے آنے پر قادیان پہنچا۔ تو میری بیوی اور لڑکیاں بھی بیعت سے مشرف ہوئیں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں عورتوں میں تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت بخشے۔ خاکسار محمد عالم اسسٹنٹ گڈس ایجنٹ ممباسہ کینیا حال لاہور

ایک غلط خبر کی تردید

پیغام صلح نمبر ۱۰۱ مجریہ یکم نومبر ۱۹۲۵ء میں حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کے متعلق غیر مبایعین کی کسی "جماعت طلباء و تبلیغ" میں بطور استاد مقرر کئے جانے کی ایک خبر چھپی تھی۔ حکیم صاحب موصوف اسکی تردید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ اور غیر مبایعین کی غرض اس قسم کی خبریں چھاپنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ مجھے بدنام کریں۔ میرا اب کوئی تعلق اس جماعت سے نہیں۔ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے مضبوطی کے ساتھ بیعت خلافت پر قائم ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ احباب میری استقامت کے لئے دعا فرماتے رہیں ؛

درخواست ہائے دعا

احباب کرام دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ بابو عبید اللہ صاحب کلرک دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور کو دینی و دنیاوی اور روحانی و جسمانی ہر قسم کی ترقیات عطا فرمائے اور ہر وقت ان کی مدد و نصرت فرماتا رہے۔ والسلام خاکسار نذیر احمد چغتائی قادیان (۲) موضع سیکھواں کے جاٹ لوگوں نے وہاں کے احمدیوں کے خلاف ایک جھوٹ موٹ رپورٹ کرکے پولیس کی کارروائی کرائی ہے۔ اور مقدمہ بنانا چاہتے ہیں۔ احباب دعا فرما دیں۔ خدا تعالےٰ انہیں مخالفین کے شر سے بچاوے۔ خاکسار قمر الدین مولوی فاضل (۳) میرے والد منشی محمد الدین صاحب محرر بہشتی مقبرہ ایک ہفتہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ ناظرین الفضل سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مہربانی فرما کر میرے والد کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرماویں مبارک احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔ (۴) میرا برادرزادہ سخت بیمار ہے۔ برادران احمدی اس کے حق میں دعاء صحت کریں۔ خاکسار خادم عبد الغفور جنڈولہ۔ (۵) میری اہلیہ ڈیڑھ ماہ بیمار رہنے کے بعد ۲۲ ر نومبر کو فوت ہو گئی۔ مرحومہ نہایت دیندار اور متقی تھی۔ احباب اس کے لئے دعاء مغفرت فرماویں قدرت اللہ احمدی لاہور۔ (۶) آج بروز منگل بتاریخ ۲۴ ر نومبر بوقت ۹ بجے رات میاں حسن محمد صاحب بعمر ۷۰ سال چک ۸۶ جنوبی سرگودھا فوت ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ متوفی خدا کے فضل سے بڑے نیک بزرگ تھے۔ اور مخلص احمدی تھے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں۔ مولا بخش سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۵ جنوبی سرگودھا۔

اعلان نکاح

میر انکاح جناب حافظ روشن علی صاحب نے جناب اکبر علی خانصاحب کی لڑکی مشتری بیگم سے مبلغ پانصد روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ بابرکت کرے۔ آمین۔ خاکسار بدر الحسن کاتب جھنجھانوی

علی گڈھ میں لیکچر

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر جو موضع سانڈھن سے واپس قادیان تشریف لیجا رہے تھے۔ انجمن احمدیہ علی گڈھ کی درخواست پر مورخہ ۲۹ ر نومبر ۱۹۲۵ء علی گڈھ میں رونق افروز ہوئے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی مایۂ فخر سٹوڈنٹ یونین کلب کی طرف سے آپ کو اپنے مغربی افریقہ کے تبلیغی کارہائے نمایاں بذریعہ میجک لنٹرن دکھانے کی دعوت دی گئی۔ آپ نے نہایت خوشی سے اس دعوت کو منظور فرمایا۔ اور حسب اعلان یکم دسمبر ۱۹۲۵ء ۷ بجے شام سٹریچی ہال میں جلسہ شروع ہوا۔ نیر صاحب کے ہال میں تشریف لانے سے قبل ہال نصف سے زیادہ بھر چکا تھا۔ اور جلسہ کی کارروائی شروع ہونے کے بعد بھی مزید طلباء کا اضافہ ہوتا رہا۔ طلباء و حاضرین کی تعداد قریباً ۶۰۰ کے تھی۔ علاوہ یونیورسٹی کے بہت سے سینئر طلباء کے چار یونیورسٹی پروفیسر معزز سامعین ہیں قابل ذکر ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنا لیکچر بزبان انگریزی نہایت فصیح الفاظ اور تبلیغ انداز میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلال و جمال سے شروع کیا۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو اپنی ان ہر دو صفات کا مظہر بنایا۔ آنحضور کا زمانہ صفت جلالی کے اظہار کا متقاضی تھا۔ چنانچہ اس وقت اسلام جلالی رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور آج جبکہ دنیا میں علوم و براہین کی جنگ ہے۔ اسلام اپنے جمالی رنگ میں دنیا پر غالب آ رہا ہے۔ جس کی ایک ادنیٰ مثال میرا مغربی افریقہ میں قابل قدر تبلیغی کام ہے۔ ازاں بعد آپ نے مختصر پیرائے میں مغربی افریقہ کا جغرافیہ اقوام۔ تہذیب و مذاہب کا ذکر فرمایا۔ اور معزز سامعین پر اپنے کام کی نوعیت مشکلات اور بالآخر شاندار کامیابی واضح الفاظ میں بیان کی میجک لنٹرن کی تصاویر جو گویا اس سارے بیان کی روشن تصدیق کرتی تھیں سامعین کی انتہائی دلچسپی کا موجب ہوئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شبیہ ہائے مبارک بھی دکھائی گئیں۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد وائس پریذیڈنٹ صاحب یونین نے پرزور الفاظ میں آپ کی تبلیغی مساعی کی تعریف کی۔ اور یونین کی طرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کیا ؛ خاکسار قاضی عطاء اللہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء

سلطان ابن سعود سے درخواست

نمبر ۱

(از جناب میر محمد اسحٰق صاحب فاضل)

حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات نے عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا میری دلی خواہش ہے کہ میں خانہ کعبہ کی موجودہ اونچی کرسی کو تبدیل کر کے اس کی کرسی نیچی کر دوں۔ نیز بجائے ایک دروازہ کے دو دروازہ اس گھر کے بنا دوں تاکہ زائرین بیت الحرام ایک دروازہ سے داخل ہوں۔ اور دوسرے دروازہ سے باہر نکل آئیں - لیکن چونکہ اسلام نیا نیا لوگوں نے قبول کیا ہے۔ عوام کو اس فعل سے ٹھوکر نہ لگے - اس لئے اس انتظامی تبدیلی سے ہی دستکش ہوں۔ حضرت خاتم النبیین رسول رب العالمین کی اس دلی خواہش کو حضرت ابن زبیرؓ نے (اپنی) حکومت کے زمانہ میں عملی جامہ پہنایا۔ جس کے متعلق خاکسار کو توی امید ہے - کہ قیامت کے روز اللہ چاہے تو زبیرؓ کے بیٹے کو ہزاروں ہزار انعامات ملیں گے - وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ - لیکن حجاج ثقفی نے عبد الملک مروانی کی طرف سے ابن زبیر سے لڑائی کر کے مکہ فتح کیا۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص حواری کے بیٹے یعنی ابن زبیرؓ کو قتل کر کے پھانسی پر لٹکایا - اور اس کی دشمنی میں خانہ کعبہ کو پھر پہلی حالت میں کر دیا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس کے بعد جب مروانیت کا خاتمہ ہو گیا - اور بنو ہاشم کی حکومت اسلامی دنیا پر قائم ہوئی - تو ہاشمی خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے زمانہ کے امام حضرت امام مالک سے مشورہ پوچھا۔ کہ کیا میں حضرت سید المرسلین علیہ السلام کی دلی خواہش کے مطابق خانہ کعبہ میں پھر ابن زبیرؓ کی طرح تبدیلی کر دوں۔ اس وقت کی مصلحت کے مطابق حضرت امام نے فرمایا۔ کہ ایسا نہ کرو - کیونکہ آج تم نے یہ تبدیلی کی - کل خدانخواستہ تمہارا دشمن تم پر غالب آ گیا - اس نے تمہاری دشمنی میں پھر خانہ کعبہ کو گرا کر پہلی حالت کر دی - تو خانہ کعبہ تو بادشاہوں کا تختہ مشق بنیگا - خلیفہ سمجھ گیا اور مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تک حضرت سید الانس والجان فداہ روحی کی قلبی خواہش پوری نہیں ہوئی - مگر اب حالات بدل گئے - اس وقت مکہ پر وہ شخص قابض ہے جو حضرت سرور کائنات کی حدیثوں کو سر آنکھوں پر رکھنے والا اور ان کی موجودگی میں قیاسات کو باطل سمجھنے والا ہے - اس لئے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش مبارک پوری کی جاوے - سلطان ابن سعود کو چاہیئے کہ وہ خانہ کعبہ کی موجودہ عمارت کی کرسی بالکل نیچی کر دیں - کہ اردگرد کی زمین کے برابر چوکھٹ ہو جائے - اور موجودہ دروازہ کے بالمقابل دوسرا دروازہ عمارت میں قائم کریں - کہ ایک سے لوگ داخل ہوں - اور دوسرے سے نکل جائیں اور زائرین کو اژدحام کی تکلیف نہ ہو - سلطان ابن سعود اس کام کو جب کریں تو بعد اعلان عام کریں - تاکہ عالم اسلامی میں سے جس کو خدا توفیق دے - اس کار خیر کے وقت مکہ میں پہنچ سکے - اور بیت اللہ کی اس تعمیر جدید میں خدا کے مزدور بننے کا فخر حاصل کر سکے - یہ میرا خیر خواہانہ مشورہ ہے - جو بڑے ادب سے سلطان ابن سلطان ابن سعود خادم ام القریٰ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ خلافت کمیٹی والے بلکہ تمام وہ لوگ جو حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی دلی خواہش کے پورا کرنے کی دلی خواہش رکھتے ہیں - اپنے طور سے سلطان موصوف کی خدمت میں تحریک کریں گے - کہ وہ اس کار خیر کو سرانجام دیکر ثواب دارین حاصل کریں ؏

سوامی دیانند کی روح سے سوال و جواب

ایک ہندو اخبار (ہندو سنسکار) لکھتا ہے :-

" اس وقت بہت سے وو یا وشا رو پر جیت آتماؤں یا مُردوں کی روحوں سے بات چیت کرنے میں انتہائی کوشش کر رہے ہیں - ایک شخص جنہوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ محنت کی ہے - اور آخر وہ کامیاب ہو گئے ہیں - ابھی ان کا نام شائع نہیں کیا جائیگا - کئی ماہ گذر چکے ہیں - کہ آپ نے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی پریت آتما کو بلایا - اور اس پر کچھ سوال کئے تھے - سوالات کے جواب میں سوامی جی نے جو کچھ کہا - ان کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد انہیں جو گیان حاصل ہوا ہے - اس سے میرے پہلے خیالات میں بہت کچھ تبدیلی ہو گئی ہے - اب میں مورتی پوجا اور شرادھ کو اچھا سمجھنے لگ گیا ہوں - لیکن اوتار فلاسفی کے متعلق جو خیالات میں پہلے رکھتا تھا - وہی اب بھی ہیں " (تنظیم ۲۹ر نومبر)

ہم اس بات کے قائل نہیں ہے - کہ روحوں سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری کیا جا سکتا ہے - اسی لئے ہم سمجھتے ہیں - مذکورہ بالا سطور میں بطور کنایہ یہ بات ظاہر کی گئی ہے - کہ آریہ جو مورتی پوجا وغیرہ ہندو اعتقادات کے حامی بن رہے ہیں - تو اس لئے سوامی دیانند نے اپنی زندگی میں جو تعلیم دی تھی - اسے ترک کر چکے ہیں - اور اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے وہ سمجھتے ہوں گے - کہ سوامی جی کی روح نے بھی پہلے خیالات میں بہت کچھ تبدیلی کر دی ہو گی ؏

کاش سوامی جی تناسخ کے ذریعہ دوبارہ جنم لے کر دنیا میں آ جائیں - تا معلوم ہو سکے - کہ وہ اپنے پہلے خیالات پر اب بھی قائم ہیں - یا اپنے پیروؤں کی طرح ان میں بہت کچھ تبدیلی کر چکے ہیں ؏

گاندھی جی کا عدم تشدد

گاندھی جی کو اپنے عدم تشدد کے اصول پر بہت بڑا ناز رہا ہے - اور وہ بارہا اعلان کر چکے ہیں - کہ انسانی زندگی میں کوئی موقعہ اور کوئی محل ایسا نہیں آ سکتا - جبکہ عدم تشدد کے ذریعہ کامیابی نہ ہو سکتی ہو - ظالم سے ظالم اور جابر سے جابر دشمن کے مقابلہ میں بھی عدم تشدد جو فوائد پیدا کر سکتا ہے - وہ قوت اور زور کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے اور جان و مال عزت و آبرو کے خطرناک سے خطرناک نقصان کے وقت بھی عدم تشدد کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔

یہ تعلیم بظاہر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے - مگر جس طرح حالات اور واقعات زمانہ نے انجیل کی اس تعلیم کو ناقابل عمل اور غیر مفید ثابت کر دیا - کہ اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر طمانچہ مارے - تو بایاں بھی اس کی طرف پھیر دو - اسی طرح گاندھی جی کی اس تعلیم کو غلط ٹھیرا دیا ہے - اور اہل ہند باوجود مقابلہ کی قوت اور طاقت نہ رکھنے کے اور باوجود گاندھی جی کے احکام کی تعمیل کرنا اپنے لئے سعادت دارین سمجھنے کے عدم تشدد پر کاربند نہ ہو سکے - اور کئی مواقع پر انہوں نے دست درازی کر کے گاندھی جی کے لئے شرم و افسوس کے سامان پیدا کر دئے۔

ایسا کیوں ہوا - اسی لئے کہ گاندھی جی انسانوں سے اس امر کی توقع رکھتے تھے جو صرف فرشتوں کے متعلق رکھی جا سکتی ہے - اور ان کا خیال تھا - کہ اشتعال کے ہر قسم کے سامان اور مواقع پیدا کر دینے کے بعد بھی عوام تشدد اور سختی پر نہ اُتر آئیں گے۔

اسلام میں مقابلہ کرنے کی تعلیم

اس وقت ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ گاندھی جی نے اپنے پیروؤں کے لئے عدم تشدد پر کاربند ہونے میں خود کس قدر مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عدم تشدد کا جو اصل قرار دیا۔ وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں مفید اور کارآمد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے موقع بھی لازماً پیش آجاتے ہیں۔ جب قوت اور طاقت سے کام لینا پڑتا۔ اور زور اور ہمت سے مقابلہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جو کامل مذہب ہے۔ یہ حکم نہیں دیا۔ کہ کسی موقعہ پر بھی طاقت اور قوت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ موقعہ کے مناسب طرز عمل اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ وَجَزَآؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۰ (۴۲-۳۸) کہ کسی شر کا مقابلہ پوری قوت اور طاقت سے کرنا چاہیئے۔ اور جس قدر کوئی شرارت کرے اسے اسی کے مطابق سزا دینی چاہیئے ہاں اگر معاف کر دینے میں اس کی اصلاح ہوتی ہو۔ اور وہ اپنے فعل پر نادم ہو کر آئندہ کے لئے اس سے باز رہنے کے لئے تیار ہو۔ تو اسے معاف کر دینا چاہیئے۔

یہ ہے اصل اور صحیح تعلیم جو عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور جس پر عمل کرنے سے ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہے۔ کیا کوئی قوم کوئی ملک اور کوئی علاقہ دنیا میں ایسا ہے جہاں اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہوں۔ جو مقابلہ کی قوت اور طاقت رکھنے اور ظالموں کو سزا دینے کی مقدرت حاصل ہوتے کے باوجود ان کے ہر ظلم کے سامنے سر تسلیم خم کئے کھڑے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے مقابلہ میں یہ بات ہر جگہ ہر ملک اور ہر قوم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کہ ظلم و ستم شرارت و فساد کا مقابلہ بزور کیا جاتا ہے۔ اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے اس بارے میں جو تعلیم دی ہے۔ وہی درست اور فطرت کے مطابق ہے۔

گاندھی جی تشدد کی حمایت میں

اسلام کی اس تعلیم کی خوبی کا ایک ثبوت یہ ہے۔ کہ خود گاندھی جی کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے۔ کہ انسانی زندگی میں ایسے حالات پیش آسکتے ہیں جبکہ تشدد سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہندو عورتوں اور لڑکوں کے اغوا کے سوال پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"جب تک کمزدل لوگ موجود رہیں گے۔ اس وقت تک کوئی نہ کوئی اشخاص بوجہ کمزوری ان کو اپنا شکار بناتے رہیں گے۔ لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ مدافعت کے لئے خود کو مضبوط کیا جائے۔ ایسے حالات میں نہایت اشتداد آمیز مدافعت کو بھی میں حق بجانب قرار دے سکتا ہوں"

(ینگ انڈیا بحوالہ ہمدم ۸ار نومبر)

اس سے ظاہر ہے کہ اگر اور کسی امر نے نہیں — تو ہندو عورتوں کی حفاظت کے جذبہ اور ان کے متعلق غیرت کے احساس نے گاندھی جی کو اپنے غیر تشدد کے اصل میں تغیر کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ اور وہ ہندو عورتوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے نہایت اشتداد آمیز مدافعت بھی جائز سمجھتے ہیں۔ کیا یہ اسلامی تعلیم کی بے نظیر کشش اور صداقت کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ اس نے گاندھی جی کو بھی ان کا مایہ ناز اصل چھوڑ کر انہیں اس بات کا قائل کر دیا۔ کہ انسانی زندگی میں تشدد کی ضرورت پیش آتی ہے:

علی برادران سے التماس

گاندھی جی کے اس تغیر کو پیش کرتے ہوئے ہم علی برادران سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی غیرت اور حمیت کا مقابلہ گاندھی جی سے کریں۔ کہ انہوں نے تو ایک وقت اعلان کیا تھا۔ کہ اگر ہندو ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو بھی بے آبرو کریں۔ تو ہم ان کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے حالانکہ ان کے سامنے اسلام کی تعلیم جَزَآؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کی تعلیم موجود تھی۔ لیکن گاندھی جی کے سامنے جب ہندو عورتوں کی حفاظت کا سوال پیش ہوا۔ تو انہوں نے عدم تشدد کی سالہا سال تعلیم دینے اور اسے نہایت پاکیزہ اصل قرار دینے کے باوجود فوراً اس کے خلاف عمل کرنا ضروری قرار دے دیا:

چودھویں صدی کے مولوی

علماء کا کام عوام کو تہذیب و شرافت کا سبق دینا۔ ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا۔ اور ان میں روحانیت پیدا کرنا ہے۔ لیکن چودھویں صدی کے مولانا اور وہ مولانا جنہیں ملک اور قوم کی بدقسمتی سے کسی اخبار کے صفحات سیاہ کرنے کا موقعہ میسر آگیا ہے۔ جس طرح شرافت و تہذیب کی مٹی پلید کر رہے اور بداخلاقی و بداطواری کا جو نمونہ پیش فرما رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل شرم اور لائق ملامت ہے۔ تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں ان کے مرغوب اور دل پسند فقرات اور محاورات نقل کروں۔ لیکن ان کی عبرت انگیز اور شرمناک حالت بتانے کے لئے سوائے اس کے چارہ بھی نہیں۔ کہ اگر سارے نہیں۔ تو چند فقرات پیش کئے جائیں:

بجنور کا ایک اخبار جس نے اپنا نام نہ معلوم کس نسبت سے "مدینہ" رکھا ہوا ہے۔ اور جو مسلمانوں کا بہت بڑا مصلح ہونے کا مدعی ہے۔ اپنے ۲۱ر نومبر کے پرچہ میں اپنے مصلحانہ اخلاق کی نمائش کرتا ہوا رقمطراز ہے۔

"لکھنؤ کے بعض ہجڑوں نے پھر تگنی کا ناچ شروع کر دیا ہے اللہ سلامت رکھے ممتاز بیگم کے خریداروں کو۔ کہ اپنی نوٹ بک میں ان کی روئداد عشوہ گری کی پھر نمائش کرنے لگیں۔ خلافت کے موصل نے باوجود روغنیت اور روہینیت کی پھسلواں تاثیر کے اس عجوزہ پر ہوس کی تسکین نہ فرمائی بجنور کے چند غنڈوں کے کھونٹوں پر بسیرے کی ٹھہرادی۔ اور لگیں دم اٹھا اٹھا کر نغمہ مستی کرنے خواجہ سرا ڈنگا پر چیلہ دار ممتاز بیگم طائفہ فرنگی محل کی گرم بازاری میں مشغول ہیں۔ لیکن اس قحبہ پر ہوس سے کوئی دریافت کرے کہ تو جو آ پڑ وسن ...... کھیلیں" کی دعوت دے رہی ہے۔ تو کیا کیر شوٹی مظہر اس پر راضی ہو جائیگی۔ درحالیکہ وہ کبھی کی اپنے سرچشمۂ آمدنی کو برسر بازار نیلام کر چکی ہیں"

ان الفاظ کے متعلق سوائے اس کے ہم کچھ نہیں بتانا چاہتے کہ ان میں مولوی محمد مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان دہلی مخاطب ہیں۔ طرز خطاب جس قدر ناپاک۔ بازاری اور اوباشانہ ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ لیکن ناظرین کرام کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ مولانا موصوف اس طرز کلام کے ماہر نہیں یا اس سے انہیں دلچسپی اور لگاؤ نہیں۔ چشم بد دور وہ اس "دلچسپ" اور "پسندیدہ" شغل میں مدینہ کے ایڈیٹر صاحب سے بھی چار قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت ان کے اخبار "الامان" ۲۳ر نومبر کے حسب ذیل الفاظ سے ملسکتا ہے۔

"مدینہ" کو "بی مدنیا" بنا کر فرماتے ہیں۔

"معلوم نہیں کہ بجنور کے وہ چند غنڈے کونسے ہیں۔ اور انہوں نے بی مدنیا کے کس قدر مرچیں بھری ہیں۔ کہ آپے سے باہر ہو کر گالیاں دینے لگیں...... بی مدنیا کی ان گالیوں سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ اب وہ بجنور کے غنڈوں سے اکتا گئی ہیں۔ بالخصوص اس وقت سے جبکہ بجنور کے ایک شریف نے بی مدنیا کی گالیوں کا جواب...... سے رات کو اس گلی میں دیا تھا۔ جسکو بی مدنیا اچھی طرح پہچانتی ہیں"

یہ ان مولانا کے رشحات قلم ہیں جن کا اپنا اخبار حضرت مولانا محمد مظہر الدین صاحب کے الفاظ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

ہم نے طرفین کے صرف چند الفاظ نقل کئے ہیں۔ ورنہ ان شرافت کے پتلوں۔ تہذیب کے مجسموں اور اسلام کے خادموں کے [illegible] الامان [illegible] لوگ اس قابل ہیں۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی اصلاح کی توقع ان سے کی جائے

226

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

نماز باجماعت اور مساجد کا احترام

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۴ر دسمبر ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

نماز باجماعت کی نصیحت کا اثر

میں اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں نے جماعت کے دوستوں کو جو نصیحت کی تھی۔ کہ نماز باجماعت کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ سو اس کے مطابق انہوں نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس نصیحت کے بعد لوگوں میں چستی نظر آتی ہے۔ وہ باقاعدہ جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ پس میں اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میری نصیحت پر عمل کرنا شروع کر دیا گیا ہے؛

مگر اس کے ساتھ افسوس بھی ہے۔ کیونکہ جہاں کثیر حصہ جماعت نے اس نصیحت کے مطابق باجماعت نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ وہاں بعض ایسے بھی ہیں۔ جن پر نصیحت کا یا تو اثر نہیں ہوا۔ یا اگر ہوا ہے۔ تو بہت کم۔ چنانچہ ایسے لوگ ابھی ہیں۔ جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور انہوں نے جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے کے لئے مسجدوں میں آنا شروع نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ سو نماز تو ہم پڑھتے ہیں۔ مسجد میں اگر نہ پڑھی۔ تو گھر میں پڑھ لی۔ آخر پڑھ تو لیتے ہیں۔ اور جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو فرض ادا ہو گیا۔ مگر یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ اسلام میں نماز پڑھنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اقامت نماز کا حکم ہے۔ یعنی باجماعت نماز پڑھنے کا ہے۔ اور اکیلے پڑھنے کی رعائت صرف اس لئے ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بعض مجبوریوں کی وجہ سے کسی وقت جماعت میں نہیں شامل ہو سکتا۔ تو اکیلا ہی پڑھ لے۔ تا اس کی نماز رہ نہ جائے۔ پس اصل حکم نماز باجماعت کا ہے۔ مگر باوجود اس کے بعض لوگ ہیں۔ جو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے؛

قیام نماز کا حکم

قرآن کریم میں دیکھ لو۔ اقیموا الصلوٰۃ اقیموا الصلوٰۃ ہی آتا ہے اور صلوا نہیں آتا اور اگر آتا ہے تو بہت کم اور وہ بھی حکم کے طور پر نہیں حکم کے طور پر تو اقیموا الصلوٰۃ اور یقیموا الصلوٰۃ ہی آتا ہے پس میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کیونکر لوگ۔ اس بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھیں کیونکہ حکم یہی ہے۔ کہ نماز قائم کرو۔ اور جب حکم یہی ہے۔ کہ نماز باجماعت ادا کرو۔ تو جب تک انسان باجماعت نماز ادا نہ کرے۔ وہ اس فرض کی ادائگی سے سبکدوش نہیں ہو سکتا؛

ساری نمازیں باجماعت پڑھنی چاہئیں

پھر بعض لوگ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ اگر ہم دو یا تین یا چار نمازیں باجماعت ادا کر لیتے ہیں۔ تو ہم نے فرض ادا کر دیا۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں فرض ادا ہو گیا۔ لیکن درحقیقت یہ فرض ادا نہیں ہوتا۔ یہ تو سستی ہے۔ اور میرا ابھی یہی شکوہ تھا۔ کہ وہ نمازوں میں آنے میں سستی کرتے ہیں۔ اور اسی کو مد نظر رکھ کر میں نے نصیحت بھی کی تھی لیکن افسوس کہ ابھی ایسے آدمی ہیں۔ جو اسے ترک نہیں کرتے۔ پس ایسے لوگوں کا یہ خیال بھی غلط خیال ہے۔ کہ تین یا چار نمازیں باجماعت پڑھ لینے سے فرض ادا ہو گیا۔ نمازیں پانچ مقرر کی گئی ہیں۔ اور اقامت کا حکم بھی پانچوں ہی کے لئے ہے اور پانچوں ہی کو باجماعت پڑھنا چاہیئے۔ اور ہر شخص پر پانچوں ہی کو باجماعت پڑھنے کا فرض یکساں طور پر عائد ہوتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو مجبور ہو یا بیمار ہو۔ کسی اور سبب سے نہ آسکتا ہو۔ مثلاً تیمار دار ہے یا ڈاکٹر ہے۔ کہ وہ مریض کے دیکھنے کے لئے جا رہا ہے۔ جس کی حالت خطرناک ہے۔ اگر وہ رُکے تو مریض کی جان کا خطرہ ہے یا کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی شخص مسجد میں نہیں آسکتا کیونکہ حادثوں کی وجہ سے بھی بعض ایسی مجبوریاں پیش آجاتی ہیں۔ کہ ایک شخص نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتا۔ یا پھر کوئی اور ایسی مجبوری پیش آگئی ہو۔ جس کے سبب وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے قاصر ہے۔ تو وہ اکیلا بھی پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی مجبوریوں کے سوا اگر ایک وقت میں بھی کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے نہیں آتا تو وہ غلطی کرتا ہے؛

حقیقی نماز مسجد ہی میں ہوتی ہے

ایسا شخص جو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتا۔ اور بلاوجہ گھر ہی میں پڑھتا ہے۔ وہ اپنی محنت ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ گھر میں نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور گھر میں اگر کوئی شخص ایک گھنٹہ بھی نماز پر خرچ کرے تو بھی وہ اس نماز کے برابر نہیں ہو سکتی۔ جس پر مسجد میں پندرہ منٹ ہی صرف کرے۔ کیونکہ گھر کی نماز جس پر اس نے ایک گھنٹہ خرچ کیا۔ حقیقی نماز نہیں ہوگی۔ اور مسجد کی نماز کہ جس پر اس نے صرف پندرہ منٹ لگائے حقیقی نماز ہو گی۔ پس جب گھر میں گھنٹہ خرچ کرنے پر بھی نماز حقیقی نماز نہیں ہو سکتی۔ تو جو لوگ گھروں پر ہی نماز پڑھتے ہیں۔ انہیں اس پر خوش اور مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ نماز پڑھ لی۔ ان کی نماز تب حقیقی نماز ہو گی۔ جب وہ مسجد میں پڑھیں گے ورنہ بغیر اس کے ان کی نماز حقیقی نہیں ہے؛

قریباً کا لفظ کوئی عذر نہیں

ایسے لوگ جو ساری نمازیں مسجدوں میں نہیں پڑھتے۔ اکثر کہدیا کرتے ہیں۔ کہ اگر ساری نہیں تو قریباً ساری نمازیں ہم مسجد میں پڑھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک دو نمازیں مسجد میں نہیں پڑھتے تو کیا ہوا۔ مگر یہ قریباً کا لفظ کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ ضرورت تو ہے پانچوں نمازوں کے مسجد میں پڑھنے کی۔ کیا ایسے لوگ اپنے دوسرے کاموں میں بھی قریباً کے لفظ سے اطمینان حاصل کر سکتے ہیں کوئی شخص اس بات پر مطمئن ہو کر نہیں سو سکتا۔ کہ قریباً تمام دروازے مکان کے بند ہیں۔ مثلاً اگر ایک امیر آدمی جس کے پاس کثرت سے مال و دولت ہو اور جسے حفاظت کی ضرورت ہے۔ نوکر سے پوچھے کہ تمام دروازے بند ہو گئے۔ اور نوکر کہے جی قریباً تمام بند ہو گئے۔ تو جانتے ہو۔ وہ اس سے کیا سلوک کرے گا۔ وہ ہرگز اس جواب سے مطمئن نہیں ہو گا۔ اور جب تک سب دروازوں کو بند نہ کرا لے گا۔ تب تک وہ اپنے آپ کو امن میں نہیں سمجھے گا۔ پس ایسے موقعوں پر جبکہ تمام دروازوں کے بند کرنے کی ضرورت ہو۔ قریباً کا لفظ نہیں سنا جاتا۔ اس کے لئے ایک قطعی جواب کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ہاں سب بند ہو گئے ہیں اسی طرح نماز کے لئے قریباً کہ دینا کافی نہیں۔ کیونکہ قریباً کے لفظ میں شک کی گنجائش ہے۔ اور حفاظت کے لئے شک مضر ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تو یقین اور وثوق چاہیئے۔ پس جس طرح وہ امیر آدمی جسے حفاظت کی ازحد ضرورت ہے۔ جب تک تمام دروازے بند نہ ہوں مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ جماعت بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جس کے سب کے سب افراد ایسے نہ ہوں۔ جو احکام دین پر پورا عمل کریں۔ پس ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ قریباً تمام نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں بلکہ ہمیں پوری پانچوں نمازیں باجماعت پڑھنی چاہئیں۔ اور ایسا ہی بلحاظ افراد کے بھی ہمیں یہ کہہ کر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ ہم میں سے زیادہ لوگ نماز پڑھتے ہیں یا زیادہ لوگ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ زیادتی بھی کچھ کام نہیں دے سکتی جب تک اکملیت نہ ہو۔ پس اکملیت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور تمام کے تمام نمازیں پڑھو۔ اور جماعت سے نمازیں پڑھو؛

احترام مساجد

اس کے بعد میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح باجماعت نماز پڑھنا شریعت کا حکم ہے۔ اور باجماعت نماز پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح مساجد کا احترام اور ادب بھی نہایت ہی اہم اور ضروری ہے۔ مساجد اس لئے ہیں۔ کہ ان کے اندر خدا کا ذکر کیا جائے۔ اور اس کا نام لیا جائے۔ ان میں ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دینا ان کے احترام اور اداب کے منافی ہے۔ پس مسجدوں میں آکر ان کا ادب و احترام کرنا چاہیئے۔ اور ان کا ادب و احترام یہی ہے۔ کہ ماسوا ان امور کے جو ادب و احترام کے منافی نہیں۔ ان میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جائے ✤

مساجد کا استعمال

مساجد چونکہ مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہیں۔ اس لئے سوائے نماز اور ذکر الٰہی کے وہ بعض ایسے کاموں کے لئے بھی استعمال ہو سکتی ہیں جن کا اثر قومی رنگ میں ہوتا ہو۔ مثلاً وہاں قومی معاملات سر انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ تعلیم و تعلم جاری کی جا سکتی ہے۔ علم پڑھایا جا سکتا ہے۔ درس دیئے جا سکتے ہیں۔ اور اور کام ہو سکتے ہیں جو قومی کام ہوں۔ اور جن کا اثر قوم پر پڑتا ہو۔ لیکن افراد کی باتیں گھروں میں بہ نسبت مساجد کے زیادہ طے ہونی چاہئیں اور ان کے لئے مسجد کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے ✤

مسجد نبوی کا استعمال

یہی وجہ ہے۔ کہ مسجد نبوی میں جنگی امور کے متعلق بحثیں کرتے ہوئے تو نظر آتے ہیں۔ تعلیم دیتے ہوئے تو نظر آتے ہیں۔ اور درس دیتے ہوئے تو نظر آتے ہیں۔ لیکن دنیاوی امور یا ذاتی معاملات یا خانگی باتیں کرتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا۔ اور اگر کوئی شخص اس میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیتا۔ کہ میری فلاں چیز گم گئی ہے۔ اگر کسی کو ملی ہو۔ تو مجھے دیدے۔ تو کہا جاتا۔ کہ خدا تمہاری اس چیز میں برکت نہ ڈالے۔ مسجد گمی ہوئی چیزوں کے لئے نہیں۔ پس مسجد اگر ہے تو نماز کے لئے ہے یا ذکر الٰہی کے لئے ہے۔ اور پھر یا قومی معاملات اور تعلیم وغیرہ کے واسطے ہے۔ ان میں جنگی معاملات کے متعلق تو مشورہ ہو سکتا ہے۔ ان میں قضاء کے امور تو طے پا سکتے ہیں۔ ان میں تعلیم تو دی جا سکتی ہے۔ ان میں درس تو دیئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کا قومی معاملات پر اثر پڑتا ہے۔ لیکن ان کے سوا کوئی اور کام ان میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کوئی اور کام مساجد میں کرنا درست ہے۔ اور خاص کر کوئی ایسا کام تو مساجد میں کرنا ہرگز درست نہیں۔ جس کا اثر قومی نہیں بلکہ انفرادی ہے۔ مسجد چونکہ مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ ہے۔ اس لئے اس میں اس قسم کے امور جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ اور قضاء اور جنگی معاملات اور تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر ذاتیات کی باتوں اور غیر قومی امور کو درست نہیں رکھا گیا۔ اِلّا ماشاء اللہ ✤

نصیحت

پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ مساجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کیا کریں۔ تعلیم دیں۔ درس جاری کریں۔ اور دوسرے قومی معاملات طے کریں۔ بیشک یہاں کے محکموں والے مسجدوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے مشورہ لے سکتے ہیں۔ اور فیصلے کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کام ذاتی نہیں۔ قومی ہیں۔ اور ان کا اثر صرف افراد پر نہیں پڑتا۔ بلکہ قوم پر بھی پڑتا ہے۔ پس مساجد میں قومی کام تو کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ادھر ادھر کی باتیں نہیں کی جا سکتیں۔ اور گپیں نہیں ہانکی جا سکتیں۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی ایسا نہ کریں۔ بلکہ مسجدوں میں آکر ذکر الٰہی کریں۔ قومی کام کریں۔ تعلیم دیں۔ وعظ و نصیحت کریں۔ درس دیں۔ اور اگر کسی دوسرے کو دیکھیں۔ کہ وہ کوئی ایسا کام کر رہا ہے۔ جس سے مسجد کے ادب و احترام میں فرق آتا ہے۔ تو اگر وہ ان کا دوست اور واقف ہے۔ تو اسے سمجھا دیں اور اگر واقف نہیں۔ تو کسی کے مخاطب کئے بغیر بلند آواز سے کہدیں۔ مساجد نماز یا ذکر الٰہی کے لئے ہیں یا تعلیم اور قومی کاموں کے لئے ہیں۔ ادھر اُدھر کی باتوں کے لئے نہیں ✤

مسجد مبارک کا احترام

میں نے دیکھا ہے۔ چونکہ مجھے مسجد میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض امور کو سر انجام دینا پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے دیکھا ہے کہ ادھر تو میں کام میں لگا ہوتا ہوں۔ اور ادھر بعض لوگ اپنی باتوں میں معروف ہوتے ہیں۔ بیشک کچھ بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو میری وجہ سے چپ رہتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا بعض ضروری کام کر رہا ہوتا ہوں۔ وہ اپنی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ بیعت بھی اگر ہو رہی ہوتی ہے۔ تو بھی وہ خاموش نہیں ہوتے ادھر بیعت ہو رہی ہوتی ہے۔ اور ادھر وہ گپیں مار رہے ہوتے ہیں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بیعت ایک ایسا اہم معاملہ ہے۔ کہ اگر اس کی حقیقت اور اس کی عظمت پر غور کریں تو باتیں کرنا تو درکنار دم تک لینا چھوڑ دیں

بیعت کیا ہے؟

بیعت ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو بہت ہی اہم ہے۔ جب ایک شخص بیعت کر رہا ہو تو فطرت صحیحہ کہتی ہے۔ کہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ بیعت کیا ہے۔ بیعت اقرار ہے۔ جو ایک شخص خدا سے باندھتا ہے۔ بیشک بیعت کرنے والا بظاہر ایک انسان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ خدا دنیا میں نہیں آتا۔ اس کے ہاتھ کا یہی مطلب ہے۔ کہ وہ کسی کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے دیتا ہے۔ پس کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرنا جسے خدا تعالےٰ نے مقرر کرے۔ بیعت کہلاتا ہے۔ اور جب ایک شخص بیعت کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے۔ تو اقرار کرتا ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو۔ اپنی جان کو۔ اپنے مال کو۔ اپنے اوقات کو۔ اپنی طاقت کو۔ اپنے عزیز و اقارب کو۔ اپنے دوستوں کو۔ اپنی جائداد کو۔ اپنے ملک کو۔ غرض اپنی ہر ایک چیز کو خدا تعالےٰ کے لئے قربان کرتا ہوں۔ دیکھو۔ کتنا ہیبت ناک اقرار ہے۔ کہ ایک شخص اپنا سب کچھ خدا کے لئے قربان کرتا ہے۔ پاس بیٹھے ہوئے تو الگ رہے اگر گلی میں سے گذرتا ہوا کوئی شخص بھی سن پائے کہ ایک شخص اپنا سب کچھ خدا پر قربان کر رہا ہے۔ تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ مگر کئی پاس بیٹھنے والے ادھر توجہ کرنا تو درکنار اپنی باتوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ جب کوئی شخص بیعت کے لئے آتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور جب کوئی دیکھتا ہے۔ کہ یہ شخص خدا کے آستانہ پر اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے آیا ہے۔ تو اس وقت ہر وہ شخص جس کے اندر خشیت اللہ ہوتی ہے۔ اس بات کو دیکھکر کانپ جاتا ہے۔ مگر مجھے تعجب ہے۔ کہ موجود ہونے والے شخصوں میں سے بعض ایسے ہیں۔ کہ اس کا خیال ہی نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کے دل میں بیعت کا احترام نہیں۔ اور جب بیعت ہوتے وقت اس کا احترام نہیں کرتے۔ تو دوسرے مواقع پر ان سے کیا امید ہو سکتی۔ کہ وہ بیعت کو پورا کریں گے۔ اور مسجد کے احترام کا خیال رکھیں گے۔ میں اگر مسجد میں بیٹھتا ہوں تو جائز اور ضروری قومی کاموں کو سر انجام دینے کے لئے بیٹھتا ہوں۔ اس موقعہ کو ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کا موقع نہیں بنا لینا چاہیئے۔

انسان کی پیدائش کی غرض

انسان اگر غور سے دیکھے کہ وہ پیدا کیوں کیا گیا تو اس کو اپنی کمزوریوں اور نقصوں کا پتہ چلے۔ انسان کی پیدائش کی غرض یہی ہے۔ جو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان معبود حقیقی کا پورا پورا عبد بنے۔ اور پھر سورہ فاتحہ میں بھی خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ جس میں یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ ہم یہ دعا مانگتے رہیں کہ اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ وہ راستہ جو تو نے ہم سے پہلے منعم علیہ گروہ کو دکھایا۔ جو تیرے پیارے مقرب کہلاتے ہیں۔ وہ راستہ جو منعم علیہ گروہ کو دکھایا گیا تھا۔ وہ راستہ یہی تھا کہ ان کے دل خدا کی

صفات کے جلوہ گاہ بن گئے تھے۔ ان کے قلوب انوار الہٰی کے جاذب ہو گئے تھے۔ ان کے کان خدائی آوازوں کو سنتے تھے۔ ان کی آنکھیں خدا تعالیٰ کے جلال کو دیکھتی تھیں پس یہ چیز ہے جس کے لئے انسان پیدا ہوا۔ جس کے لئے انبیاء آئے۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے طرح طرح سے دنیا کی رہنمائی کی۔ اور جب تک یہ غرض حاصل نہیں ہوتی۔ تب تک انسان اپنی پیدائش کی غرض کو نہیں پا سکتا۔ ایسا انسان اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اسے یہ مقصد نہیں ملتا۔ وہ اپنا سب کچھ اس لئے قربان کرتا ہے۔ کہ اس مقصد کو پا لے۔ لیکن سب کچھ قربان کرنے کے باوجود صرف بعض باتوں میں سستی کرنے کے اس مقصد کو گنوا لیتا ہے۔ اور ایسے لوگ باوجود قربانیوں کے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک پہلو سے احتیاط کرے اور اس کے لئے نماز کے سوا ذکر الہٰی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ پس جماعت کو چاہئیے کہ ذکر الہٰی میں بھی اپنے اوقات خرچ کرے تا اس کا قلب خدا کی صفات کا جلوہ گاہ بن جائے اور اس کے انوار کا اس پر نزول ہونا شروع ہو جائے جب انسان ذکر الہٰی سے اپنے دل کی کیفیت کو بدل ڈالے تو اسکا یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا۔ پس میں پھر جماعت سے کہتا ہوں۔ کہ وہ نماز کے سوا ذکر الہٰی بھی کرے ؛

ذکر الہٰی کا بہترین وقت

اگرچہ ذکر الہٰی کرنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں جس وقت بھی انسان چاہے۔ ذکر الہٰی کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بہترین وقت مسجد میں امام کی انتظار کرنے کا جو وقت ہے۔ وہ ہے۔ کیونکہ ایک تو اس سے مسجد میں اگر ادھر اُدھر کی باتوں سے انسان بچا رہتا ہے۔ دوسرے یہ وقت فرصت کا ہوتا ہے۔ خواہ کوئی زمیندار ہو یا تاجر۔ ملازم ہو یا پیشہ ور۔ وہ سمجھتا ہے۔ یہ فارغ وقت ہے۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ جب تک نماز نہیں ہو لیتی میں مسجد سے نہیں جا سکتا۔ پس وہ اس خالی وقت میں اچھی طرح ذکر الہٰی کر سکتا ہے۔ اور اگر اسکو ضائع نہ کرے اور اس میں ذکر الہٰی کرنے کی عادت ڈالے۔ تو قلب میں بہت بڑی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور پھر انوار الہٰی کا نزول ہونا شروع ہو جاتا ہے پس امام کی انتظار میں جو وقت مسجد میں گذرتا ہے۔ اسکو رائگاں نہیں گنوانا چاہئیے۔ بلکہ اس میں ذکر الہٰی کرنا چاہئیے کیونکہ ذکر الہٰی ایک ایسی چیز ہے جس سے مومن کا آئینہ دل صاف ہو جاتا ہے۔ جس میں وہ خدا کی شکل کو دیکھتا ہے۔ اور انوار الہٰی کا مہبط بن جاتا ہے۔

ایک دوست کے متعلق ایک رؤیا

ہمارے ایک دوست ہیں۔ ان کا نام میں نہیں لیتا۔ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے خط میں لکھا۔ احمدیت کے متعلق فلاں فلاں بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ جس پر میں نے ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا پھر دیکھا کہ آسمان سے ایک نور ان کے قلب پر گر رہا ہے۔ اور وہ ذکر الہٰی کر رہے ہیں۔ یہ اس وقت کا خواب ہے۔ جبکہ وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اور سلسلہ کے کاموں میں ان کو حصہ لینے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس کے بعد خدا نے انہیں سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی اور ان کو سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کے بہت سے موقع ملے۔ تو ذکر الہٰی انوار الہٰی کو جذب کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو چاہئیے۔ کہ اس میں مصروف ہو۔ اور مسجد میں آ کر امام کی انتظار میں جو وقت گذرتا ہے۔ اسے خالی نہ جانے دیا جائے۔ بلکہ اسمیں ذکر الہٰی کریں۔ اگر گھر میں بھی موقعہ مل جائے۔ تو نور علیٰ نور ہے لیکن کم از کم مسجد میں تو ذکر الہٰی ضرور ہونا چاہئیے ؛

تسبیح و تحمید

ذکروں میں سے بھی بعض ذکر ایسے ہیں جو زیادہ مفید ہیں۔ اور جلدی ہی ایک شخص کے دل کو پاک اور انوار الہٰی کا مہبط اور نزول گاہ بنا دیتے ہیں۔ ان ذکروں میں سے خصوصیت کے ساتھ تسبیح و تحمید ہے۔ اس سے انسان جلدی ترقی کرنی شروع کر دیتا ہے۔

دنیا میں ہر ایک شخص جو بات حاصل کرتا ہے۔ عام طور پر سامنے نمونہ رکھ کر حاصل کرتا ہے۔ اسیطرح جب کوئی اعمال کو درست اور صحیح بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نمونہ کو سامنے رکھتا ہے۔ اور یہ دیکھکر کہ فلاں شخص کے اعمال اچھے ہیں۔ اور اعمال کے اچھا ہونے سے اسے یہ فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ اپنے اعمال بھی اس شخص جیسے بنائے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور فرض بھی ہے۔ جو انسان کے ذمہ ہے اور وہ اس غرض کا حاصل کرنا ہے۔ جس کے لئے کہ وہ دنیا میں بھیجا گیا۔ مگر یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان ویسے عمل نہ کرے۔ جو اس غرض کے حاصل کرنے والے ہیں۔ اور چونکہ انسان اکثر نمونہ کو دیکھکر کچھ حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے بھی وہ بعض ایسے لوگوں کے اعمال سامنے رکھ لیتا ہے۔ جنہوں نے اس غرض کو حاصل کر لیا۔ پھر جب وہ ان پر عمل پیرا ہو۔ تو اس غرض کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا۔ پس ہماری جماعت کو بھی اس غرض کے حصول کیلئے منعم علیہ لوگوں کے اعمال کو نمونہ بنانا چاہئیے۔ تاکہ ان کا دل بھی ایسا ہو جائے۔ کہ خدا کی صفات اس پر جلوہ گر ہوں اور اپنی پیدائش کی غرض کو پا لیں۔ تسبیح و تحمید انسان کے دل کو ایسا بنا دیتی ہے۔ اور وہ غرض جو کہ انسان کے دنیا میں آنے کی ہے۔ اس کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص خدا کی تسبیح و تحمید کرتا ہے تو دو باتیں اس کے سامنے آ جاتی ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں۔ خدا پاک ہے۔ تو ہمیں بھی پاک بننے کا خیال آتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم اس کو پا نہیں سکتے۔ اور چونکہ وہ پاک ہے۔ اور اس کو پانے کے لئے پاک ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہم اگر اس کو پانا چاہیں۔ تو ہمیں پاک ہونا چاہئیے۔ اس لئے جب ہم خدا کو پاک کہتے ہیں۔ تو ہمیں بھی پاک ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہم تسبیح و تحمید کرینگے۔ تو بہترین نمونہ صفات الہٰیہ کا ہمارے سامنے آ جائیگا۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات کے نمونہ کو دیکھکر ہمیں خیال پیدا ہو گا۔ کہ ہم بھی یہ صفات پیدا ہوں۔ نیز پھر اس سے یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہمیں اپنے عیوب دور کرنے چاہئیں اور بجائے ان کے اپنے اندر خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ ان دونوں صورتوں میں تسبیح و تحمید مفید ہوگی۔

استغفار

دوسرا خاص ذکر الہٰی استغفار ہے۔ اس میں بظاہر ایک شخص اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس میں بھی خدا کی صفات ہی کا ذکر رہتا ہے۔ کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ ایک شخص وکیل سے جا کر کہے کہ مجھے فلاں مرض ہے۔ اس کے لئے نسخہ لکھ دیجئے۔ اسی طرح کبھی نہیں دیکھو گے کہ ایک شخص ڈاکٹر کے پاس جائے اور اپنا مقدمہ بیان کر کے اس سے کہے کہ اس کے متعلق مشورہ دیجئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انسان کا خاصہ ہے کہ وہ اسی کے پاس جاتا ہے۔ جس سے اُسے امید ہو۔ کہ میرا فلاں کام کر سکتا ہے۔ ایک وکیل چونکہ نسخہ نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے وہ اس کے پاس اس غرض کے لئے نہیں جاتا۔ بلکہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ڈاکٹر نسخہ لکھ سکتا ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہمیں معاف فرما۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ غفور ہے۔ رحیم ہے۔ حلیم ہے۔ اور معاف کرتا ہے۔ پس استغفار بھی ذکر الہٰی ہے اور ایسا ذکر الہٰی ہے کہ اسے کثرت سے کرنا چاہئیے۔ کیونکہ انسان بغیر خدا کی مدد و نصرت کے کچھ کر نہیں سکتا۔ اور نہ ہی بغیر اس کے اسے کچھ مل سکتا ہے۔ پھر استغفار میں اپنی غلطیوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔ اور خدا کی مدد و نصرت

بھی ملتی ہے۔ پس استغفار میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ کہ انسان اپنی غلطیوں کا اقرار بھی کرتا ہے۔ جس سے اسے معافی ملتی اور مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور صفات الہٰی کو بھی سامنے لاتا ہے ؀

درود

اس کے علاوہ درود ہے۔ درود سے بھی انسان روحانی ترقی کرتا ہے۔ اور روحانی فوائد پاتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ خصوصیت کے ساتھ درود کی کثرت کو اپنے لئے لازم کرے۔ اور مسجد میں آ کر تو بالضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھے۔

درود کیا ہے؟

درود دراصل اس احسان کا اقرار ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم پر کیا۔ اور احسان کا اقرار انسان کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہو سکتی جب تک وہ اپنے احسان کرنے والے کا احسانمند نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام صفائی اعمال میں احسانمندی سے ہی پیدا ہوتی ہے اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ کہ ہم کثرت سے درود پڑھیں۔ تاکہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانوں کے لئے آپ کے احسانمند ہوں۔ اور پھر ہمارے اعمال میں بھی پاکیزگی اور صفائی پیدا ہو۔

شکر گذاری کا نتیجہ

جو شخص کسی کے احسانوں کے لئے اپنے محسن کا احسانمند نہیں ہوتا۔ وہ فتنہ و فساد کا بیج بوتا ہے۔ کیونکہ نا احسانمندی اور ناشکر گذاری ہمیشہ فساد و جھگڑا پیدا کرتی ہے۔ غور کر کے دیکھ لو جتنی لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ نا احسانمندی سے ہی ہوتے ہیں۔ پس ہمیں احسان فراموش نہیں بننا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بے شمار احسان ہم پر ہیں۔ ہمیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ان کا اقرار کرتے رہنا چاہیئے ؀

مدینہ کے منافق

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے۔ تو مدینہ کے بعض لوگوں نے اس سے برا منایا۔ حالانکہ آپؐ کے بہت سے احسان ان پر تھے۔ مگر ان لوگوں نے ناشکری کی اور طعن وغیرہ کرنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ بعض ان میں دبی زبان سے کرتے تھے۔ مگر ایسے لوگوں نے آپؐ کے احسانوں کی ناشکری ضرور کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ یہ ناشکری کا بیج بڑھتا بڑھتا ان کو منافق بنا گیا۔ اگر مدینہ کے تمام لوگ آپؐ کی قدر کرتے۔ تو یہ منافق کبھی نہ پیدا ہوتے۔ مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شکر گذاری کرتے اور جان و مال کو قربان کر دیتے۔ الٹا طعن کرنے شروع کر دیئے۔

ناشکری سے طعن کی زبان کھلتی ہے

طعن کی زبان ناشکری سے ہی کھلتی ہے۔ انسان طبعی طور پر جن کا شکر گذار ہوتا ہے۔ ان کو کبھی طعن نہیں کرتا۔ وہ مرد جو بیوی کا شکر گذار ہو۔ کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ وہ طعن کرتا ہو یا بیوی کی شکایت کرتا ہو۔ اسی طرح وہ بیوی جو خاوند کی احسانمند ہو۔ کبھی اسے طعن نہیں کرتی۔ اور کبھی کسی سے اسکا گلہ نہیں کرتی۔ ایسا ہی ایک بیٹا اگر باپ کا احسانمند ہے اور اس کے احسانوں کی قدر کرتا ہے۔ اور ان کے لئے اس کا شکر گذار ہے۔ تو وہ کبھی کسی کے پاس اپنے باپ کا شکوہ نہیں کریگا۔ یہی حال روحانی امور کا ہے۔ کہ اگر شکر گذاری ہو۔ تو کوئی شخص زبان طعن نہیں کھولتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانوں کی قدر اگر نہیں ہوتی۔ تو مدینہ کے بعض لوگوں میں ناشکری نہ پیدا ہوتی اور وہ منافق نہ بنتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے خدا سے کہنا چاہیئے۔ کہ ہم تو ان کا کچھ بدلا نہیں دے سکتے۔ تو ہی ان کا عوض رسول کریمؐ کو دے۔ اور اس کا اجر آپؐ کو عطا فرما۔ یہی درود کا مطلب ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کی کثرت اختیار کی جائے۔ اور اس کے ذریعہ اپنی احسانمندی کو بہترین صورت میں ظاہر کیا جائے ؀

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کو بھی درود میں شامل کرو

میں نے بتایا ہے۔ کہ درود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانوں کو یاد کرنا۔ اور اپنی احسانمندی جتانا اور خدا سے اس کا عوض دینے کی درخواست کرنا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بے شمار احسانات ہیں۔ اس لئے درود میں انؑ کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ ایک یہی کیا کم احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر ہے۔ کہ آپؑ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پتہ ہم کو ملا۔ آج لوگوں نے جھوٹی اور بناوٹی اور ہتک آمیز روایتوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کچھ کا کچھ بنا دیا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ مختلف قسم کی باتوں سے آپؐ کی اصل شان کو ہی گھٹا دیا تھا۔ اور بعض ایسی غلط اور بیہودہ باتیں آپؐ کی طرف منسوب کر رکھی تھیں۔ جو ہرگز آپؐ کے شایان شان نہ تھیں۔ بعض لوگوں کی غلط روایتوں نے آپؐ کو پس پردہ چھپا دیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر ان سب پردوں کو اٹھا دیا۔ اور اس مبارک اور خوبصورت چہرہ پر سے تمام پردے اٹھا کر ہمیں دکھا دیا۔ پس یہ کیا کم احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ کہ آپؑ نے آ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اصل شان کو ظاہر فرما دیا۔ اور ان سب باتوں سے آپؐ کو پاک کر دیا جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی تھیں۔ پس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ اور بھی احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور بے شمار احسان ہیں۔ پس ہمارا یہ بھی فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہم انؑ کو بھی درود میں شامل کریں۔ ہم مختلف اوقات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھیں۔ اور اس درود میں آپؐ کے خلیفہ مسیح اور مہدی کو بھی شامل کریں۔ اور انؑ پر بھی درود پڑھیں۔ تا انؑ کے احسانوں کا بھی اقرار ہو۔ اور شکریہ ادا ہو سکے ؀

درود پڑھنے میں اپنا فائدہ

پھر یہی نہیں۔ کہ درود میں صرف احسان کا اقرار یا شکریہ ہی ہے۔ بلکہ اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے۔ اور ہمارا فائدہ کو اگر الگ بھی کر دیا جائے۔ جو اقرار احسان سے حاصل ہوتا ہے۔ تو بھی درود ہمارے فائدہ کی چیز ہے۔ کیا ہم درود میں یہ نہیں کہتے۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد؟ پھر کیا ہم خود آل میں شامل نہیں؟ یقیناً ہم بھی آل میں شامل ہیں۔ اور اس صورت میں درود نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانوں کا اقرار ہے۔ بلکہ اپنے لئے بھی ایک دعا ہے۔

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پھر ہم درود میں اور دعاؤں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے یہ دعا تو نہیں کرتے کہ الہٰی تو انؐ کو جائداد دے۔ باغ دے۔ زمین دے۔ مکان دے۔ دولت دے۔ یہ چیزیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دنیا میں جمع نہ کیں۔ پھر وہاں آپ کو ان کی کیا ضرورت ہے۔ جب دنیا میں جہاں سے ان چیزوں کا تعلق ہے آپؐ نے ان کی پروا نہیں کی۔ آپؐ نے مال نہیں جمع کیا۔ جائداد نہیں بنائی۔ باغ نہیں لگائے۔ محل نہیں تیار کئے۔ تو اگلے جہان میں آپؐ کو ان کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے۔ پس ہم اگر آپؐ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو یہی کہ آپؐ کے روحانی مدارج میں ترقی ہو۔ خدا آپؐ کو

238

اور بھی ترقی دے۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ جب آپ روحانیت میں ترقی کریں گے۔ تو امت بھی آپ کے ساتھ ترقی کریگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے۔ ؎

تیر سے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پس جوں جوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھیں گے۔ توں توں ہم بھی بڑھیں گے۔ اس لئے درود نہ صرف آپؐ کے مدارج بڑھنے کے لئے ہے۔ بلکہ ہمارے لئے بھی ہے ؛

درود اجابت دعا کی کلید ہے

پھر درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے۔ اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہوتا ہے۔ تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے۔ کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچہ کو پیار کرو۔ اگر ایک باپ سے کوئی کام کرانا ہو۔ تو اس کے بچے سے محبت کرو۔ پھر دیکھو وہ کیسا مہربان ہوتا ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے۔ تو یہ صدا کرتا ہے۔ "مائی تیرے بچے جئیں" کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں۔ کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے۔ تو دوڑی آتی ہے۔ اور فقیر کو خیرات دیتی ہے۔ دیکھو اس آواز کو سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کیلئے ایک دعا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے۔ کہ اس نے اسکے پیارے کیلئے دعا کی۔ تو کہتا ہے۔ تو نے میرے پیارے کیلئے دعا کی۔ آ میں تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں۔ پس جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ وہ نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانوں کا اقرار کرتا ہے۔ بلکہ اپنی دعائیں بھی قبول کراتا ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ کثرت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں۔ اور اس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کریں۔ ہم مسجدوں میں جب آئیں۔ تب بھی درود پڑھیں۔ اور گھروں میں جب جائیں تب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں ؛

دعا

خدا تعالےٰ ہم سب کو اپنی کامل فرمانبرداری کی توفیق دے۔ اور اپنا جلال ہمارے قلوب پر نازل فرمائے۔ اس کے قرب کے دروازے ہم پر کھولے جائیں۔ اور ہم تسبیح و تحمید استغفار اور درود پڑھنے والے بنیں۔ اور اپنی زندگی کی غرض کو پالیں۔ خدا ہمارے کاموں میں برکت ڈالے۔ اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم اس کے نور کو اپنے اندر جذب کریں۔ اور روز بروز اور نئی برکات کو جذب کریں ؛ آمین ؛

غریب الوطنی میں والدہ کے انتقال کا صدمہ

میں جنوری ۱۹۲۲ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مغربی افریقہ میں تبلیغ کے لئے قادیان سے روانہ ہوا۔ اس سے بہت عرصہ قبل سے میری والدہ صاحبہ بیمار چلی آتی تھیں۔ میں ہی ان کا زندہ بڑا لڑکا تھا۔ اور گو میں ان سے دور قادیان میں رہتا تھا۔ لیکن جب کبھی ان کا مرض شدت پکڑ جاتا۔ تو مجھے فوراً بلا بھیجتیں۔ اور میں دوا دارو کے لانے میں اپنے بڈھے باپ کی امداد کیا کرتا۔ لیکن جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہوا۔ کہ میں تبلیغ کے لئے باہر جاؤں۔ تو میری والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ "جو حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں بسر و چشم بجا لاؤ" اس طرح انہوں نے خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے نہایت کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے مجھے اپنے سے جدا کیا۔ میرے یہاں چلے آنے کے بعد تین سال کے عرصہ میں ان کی علالت اور بڑھ گئی۔ اور ہمیشہ گھر میں یہ کہتیں۔ کہ "اب تو میں فضل کا منہ دیکھنے کی امید پر زندہ ہوں"۔ لیکن دین کی محبت ان کے اندر اس قدر تھی۔ کہ باوجود اس کے ایک دفعہ بھی مجھے انہوں نے ہندوستان واپس آنے کے متعلق اشارۃً یا کنایۃً نہ لکھا۔ حالانکہ میرے دوسرے رشتہ دار قریباً اکثر اس امر کے متعلق کبھی نہ کبھی لکھتے رہتے۔

حضرت والدہ مکرمہ میری پیدائش سے پہلے کی احمدی تھیں۔ میرے والد صاحب جناب حافظ نبی بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ سے پہلے حضور کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ اور حضور کے دعوےٰ مسیحیت کے ساتھ ہی آپ نے حضور کو مان لیا تھا۔ گو بیعت کا ٹھیک وقت مجھے یاد نہیں ؛

میری والدہ صاحبہ نے ۱۳ مئی ۱۹۲۱ء کو وصیت بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے متعلق کر دی تھی۔ سرٹیفکیٹ منظوری وصیت کا ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو حاصل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے جو فیصلہ ان کی وفات کے متعلق کیا۔ میں اس پر راضی ہوں۔ اس کی چیز تھی اس نے لے لی۔ حسرت مجھے صرف اس بات کی ہے۔ کہ میں آخری دفعہ ایک مٹھی مٹی کی بھی ان کی قبر پر نہ ڈال سکا ؛

جملہ احباب احمدی جماعت سے میں نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری والدہ صاحبہ کی مغفرت کیلئے اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ میری دو چھوٹی بہنیں پیچھے ایسی رہ گئی ہیں کہ ان کی کفالت کا خیال میرے دل کو پارہ پارہ کئے دیتا ہے۔ سب کو سپرد خدا کرتا ہوں۔ وھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل ؛ اللھم اغفرلھا وارحمھا واکرم نزلھا۔ والسلام ؛

(خاکسار فضل الرحمٰن حکیم عفی اللہ عنہ۔ از سالٹ پانڈ۔ مغربی افریقہ)

ایک دہریہ سے گفتگو

احمدی: کیا آپ نے کبھی مذاہب کے متعلق بھی غور کیا ہے ؛

دہریہ: میں تو طبعی ہوں۔ میں خدا کا قائل نہیں۔ ہر ایک چیز اپنی طبیعت کے مطابق ہو رہی ہے۔ مثلاً زمین میں اگانے کی قوت ہے۔ اگاتی ہے ؛

احمدی: ہم جب اس عالم کی اشیاء میں غور کرتے ہیں۔ تو ہر ایک چیز میں ایک انتظام اور ترتیب دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً زمین میں اگانے کی قوت ہے۔ جب ہم اس بارہ میں غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں۔ یہ قوت بھی اپنا اثر ایک انتظام کے ماتحت ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً بعض اشیاء اگر آپ سردیوں میں بوئیں۔ وہ نہیں اگینگی۔ مگر وہی اشیاء موسم سرما میں جب بوئی جائینگی تو اگینگی۔ اسی طرح بعض ممالک میں بعض اشیاء زمین اگاتی ہے۔ مگر دوسرے ممالک میں وہ چیزیں زمین نہیں اگا سکتی۔ پھر نباتات کیلئے سورج کی ضرورت ہے۔ اور جب ہم سورج کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی ایک انتظام کے ماتحت زمین پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ گرمیوں میں اسکی تاثیر اور رنگ میں ہوتی ہے۔ سردیوں میں اور رنگ میں۔ پھر دنوں اور راتوں کا گھٹنا بڑھنا سب ایک انتظام کے ماتحت ہے۔ پھر نباتات کے لئے چاند کی ضرورت ہے۔ چاند بھی ایک انتظام کے ماتحت گھٹتا بڑھتا اور اپنی تاثیر زمین پر ڈالتا ہے۔ یہ تمام سلسلہ ایک انتظام کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور اس میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے۔ اس ترتیب اور انتظام کا بغیر کسی ذی ارادہ ہستی کے پایا جانا محال ہے۔ یہ اشیاء زمین چاند سورج وغیرہ ذی ارادہ ہستیاں نہیں ہیں۔ اس لئے ماننا پڑا۔ کہ ان کے اوپر کوئی اور ذی ارادہ ہستی ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور ان میں یہ قوتیں رکھی ہیں ؛

دہریہ: ہم مانتے ہیں کہ محمد صلعم ایک بہت بڑے مصلح تھے اور دیگر انبیاء بھی۔ انہوں نے محض اللہ کو تخویف کیلئے منوایا تاکہ لوگ گناہوں اور جرموں سے باز آ جائیں۔ ورنہ در حقیقت خدا کوئی نہیں ؛

احمدی: جرموں اور گناہوں سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

دہریہ: جنکو عقل برا سمجھتی ہے۔ اور لوگ مذموم خیال کرتے ہیں ؛

احمدی: کیا دنیا میں جھوٹ سے بڑھکر بھی کوئی مذموم بات ہے۔ دنیا کی کوئی قوم جھوٹ کو اچھا خیال نہیں کرتی۔ پس اگر تمہاری بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے وجود کو منوایا اول درجہ کے مخرب اخلاق اور مفسد لوگ تھے۔ چہ جائیکہ انہیں مصلح کہا جائے۔ کیونکہ انہوں نے لوگوں کو جھوٹ بولنا سکھایا۔ اور حقائق واقعیہ سے بے بہرہ رکھا

دہریہ: محض تخویف کے لئے انہوں نے ایسا کیا تھا ؛

احمدی: تخویف کے لئے ہی سہی۔ مگر کتنے لوگ جھوٹ کے پیرو ہو کر جھوٹے بنے۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ انہوں نے یہ اچھا کام کیا یا برا ؛

دہریہ: ان کا یہ فعل مستحسن ہے۔ کیونکہ لوگ دوسرے گناہوں سے رک گئے

احمدی: اگر ان کا یہ فعل اچھا تھا۔ تو جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہے نہیں ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ؟

لفظ خاتم النبیین اور خود خاتم النبیین صلعم

مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کبھی گفتگو کا موقعہ ہوتا ہے۔ تو غیر مبایع دوست اور غیر احمدی لوگ خاتم النبیین والی آیت کو بالمقابل پیش کر کے دروازہ نبوت مسدود ثابت کیا کرتے ہیں۔ گو ان کو قرآن کریم سے بیسیوں آیات ایسی سنائی جائیں جن سے امکان نبوت بلکہ وعدہ وجود نبی صریحاً ثابت ہوتا ہے۔ تو بھی وہ اس آیت کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کے مطالب کی تشریح خود قرآن کریم ہی باحسن وجوہ کرتا ہے۔ کیونکہ یفسر بعضہ بعضاً کی شان کا مالک۔ مگر جب منزل علیہ خود نازل شدہ کلام کی تشریح فرما دیں۔ تو پھر مومن کا کام نہیں کہ اس میں چون و چرا کرے۔ جب احادیث سے بھی ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے اس آیت سے انقطاع نبوت کا استدلال نہیں کیا۔ بلکہ برعکس باوجود اس آیت کے اترنے کے پھر بھی چار سال بعد اپنے صاحبزادہ کی وفات پر یہی فرمایا۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ نبوت حاصل کرنے میں وفات روک ہو گئی ہے۔ اس حدیث کے متعلق بھی عذر خام پیش کیا جاتا ہے کہ ضعیف ہے حالانکہ اس حدیث کو بعض ائمہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث کئی طریق سے مروی ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ اما صحۃ الحدیث فلا شبۃ فیھا لانہ رواہ ابن ماجۃ وغیرہ کما ذکرہ ابن حجر۔ شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۴۵ ؛

ذیل میں خاکسار دو حدیثیں اور پیش کرتا ہے۔ شاید کسی سعید روح کو فائدہ پہنچے۔ اور اسے حق قبول کرنے میں آسانی ہو۔ خود حضور سرور کائنات اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں۔ مثلاً (۱) عن جابر مرفوعاً انی خاتم الف نبی او اکثر رواہ ابن سعد بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ ؛

اگر لفظ خاتم کے معنے ختم کرنے والا ہی تسلیم کئے جائیں۔ تو بھی اس حدیث نے ثابت کیا کہ حضور بالاستغراق تمام انبیاء کے خاتم نہیں۔ بلکہ ایک ہزار یا چند زائد انبیاء کے خاتم ہیں۔ وہو المطلوب

(۲) دوسری حدیث جو تنازع کا بالکل فیصلہ ہی کر دیتی ہے یوں مروی ہے :-

"اخرج الشاشی وابن عساکر عن سہل بن سعد والرویانی وابن عساکر عن ابن شہاب موصولاً قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطمئن یا عم فانک خاتم المہاجرین فی الہجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ" کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸

اس حدیث میں خود نبی کریم صلعم نے خاتم النبیین لفظ کے معانی حل کر دیئے۔ اور خود ہی فیصلہ کر دیا۔ کہ میں خاتم النبیین ویسے ہی ہوں۔ جیسے حضرت عباس خاتم المہاجرین تھے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ حضرت عباس کی ہجرت کے بعد ہجرت کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ گزشتہ ۱۳ صدیوں کی ہجرتیں علیحدہ رکھی جاویں۔ تو بھی اس زمانے کی ہجرت جس کو بڑے بڑے مفتیوں مولویوں نے نہ صرف جائز بلکہ واجب قرار دیا تھا۔ ان مہاجرین کا خاتم المہاجرین کے بعد کیا حشر ہو گا۔ ہاں اب ختم کی ہجرت بند ہو گئی۔ یعنی مکہ سے ہجرت کرنا بند ہو گیا۔ اسی طرح حضور سرور کائنات کے بعد تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

کیا ہمارے مخالفوں میں سے کوئی رجل رشید ہے۔ جو اس حدیث کے الفاظ پر غور کرے۔ اور خاتم النبیین فی النبوۃ اور خاتم المہاجرین فی الہجرۃ کے تطابق کو ملحوظ رکھتا ہوا قرآن کریم کے ارشاد کو سمجھے۔ وما علینا الا البلاغ ؛

(خاکسار غلام احمد بدوملہوی)

حضرت مسیح موعودؑ پر "پیغام صلح" کا ناپاک حملہ

"پیغام صلح" (۱۸ نومبر) الفضل کی اس خبر پر کہ ۱۱ نومبر کو دو منٹ خاموشی رہی عجیب بے ہودہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"خدا کی شان وہ جو اس لئے آیا تھا۔ کہ پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد کا دور دورہ اس کے دم قدم سے آئے۔ آج اس کی امت کی یہ حالت ہے۔ کہ اس بات پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ کہ پائے محمدیاں بہ چاہ عمیق تر فرو رفت یعنی مسلمان اور بھی ذلیل ہوئے"

اس عبارت میں جہاں جماعت احمدیہ پر ناروا اتہام لگایا گیا ہے۔ وہاں محض غیر احمدیوں سے داد لینے کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ناپاک حملہ کیا گیا ہے۔ اس دوست نما دشمن نے یہ تو قبول نہ کیا۔ کہ غیر احمدی محمدیت کی چادر کو اتار چکے ہیں۔ اور آج اس وصف سے متصف صرف خدا کے فرستادہ مسیح موعودؑ کی پاک جماعت ہے۔ مگر اس نے عبارت بالا میں اس بات کا اعتراف کر لیا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ جھوٹا اور آپ کاذب تھے۔ (نعوذ باللہ) کیونکہ آپ نے تو "پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد" کا الہام سنایا۔ مگر واقعات اور زمانہ نے "پائے محمدیاں بہ چاہ عمیق تر فرو رفت" کو ثابت کر دیا۔ گویا آپ کا الہام اور خدا کا کلام غلط ٹھہرا ؛

نامعلوم خلیفہ برحق کی مخالفت اور غیر احمدیوں کی معاحبت ان کہلانے والے لاہوری احمدیوں (منکرین خلافت ثانیہ) کو کہاں تک پہنچائے گی ؛

غیر احمدی فی الواقع "محمدی" ہیں۔ تو حضرت مسیح موعودؑ جھوٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور اگر آپ سچے اور آپ کا الہام منجانب اللہ ہے۔ تو پھر یہ لوگ حقیقتاً "محمدی" نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا کا قول ہے۔ کہ "پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد" اور اس کا فعل بقول آپ کے "پائے محمدیاں بہ چاہ عمیق تر فرو رفت" ہے حالانکہ اس کے قول اور فعل میں تطابق ہوتا ہے۔ یہ تخالف اور تضاد بتلاتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس علام الغیوب کی نظر میں "محمدی" نہیں ہیں۔ پس اب یا تو آپ پورے طور پر غیر احمدیوں کی ہاں میں ہاں ملا کر خدا کے برگزیدہ کی تکذیب کریں۔ یا پھر اسی کا اعلان کریں۔ جو خدا کے قول اور اس کے فعل سے ثابت ہے۔ اور یہ مذبذبین بین ذالک والی روش ترک کر دیں

(خاکسار اللہ دتا جالندھری۔ قادیان)

اٹاوہ میں احمدی مبلغ کا لیکچر

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ احمدی مسلم مشنری لنڈن و افریقہ مع چودھری محمد اسلم صاحب انسپکٹر مبلغین مین پوری مقام سادھن ضلع آگرہ سے ۲۶ر نومبر ۱۹۲۵ء کو اٹاوہ پہنچے۔ میں نے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ سکول اٹاوہ کو اسی دن اطلاع کی۔ کہ اگر آپ چاہیں۔ تو مولانا موصوف آج شب کو اسلامیہ سکول ہال میں بذریعہ میجک لینٹرن اپنے چھ سالہ سفر تبلیغی لنڈن و افریقہ کے مناظر طلبہ و دیگر تعلیم یافتہ معززین کو دکھائیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے اسے بہت خوشی سے منظور کیا اور ۸ بجے شب کے جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت نیرؔ نے لیکچر کے بعد بذریعہ میجک لینٹرن مناظر مذکور دکھائے۔ حاضرین نہایت محظوظ و متاثر ہوئے ؛

دوسرے دن اشتہارات و منادی کے ذریعے اعلان عام کیا گیا کہ آٹھ بجے شب کے جناب مولوی تفضل حسین صاحب احمدی تحصیلدار مرحوم کے مکان پر بعنوان فضیلت اسلام مولانا موصوف کا لیکچر ہو گا۔ اور بذریعہ میجک لینٹرن سفر تبلیغی لنڈن و افریقہ کے مناظر دکھائے جائینگے۔ آٹھ بجے شب کے حضرت نیرؔ صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ فاضل لیکچرار نے پنڈت کالیچرن کے ان اعتراضات کے نہایت محققانہ و لطیف جواب دیئے۔ جو پنڈت صاحب مذکور نے گذشتہ دیوالی پر اٹاوہ آریہ سماج کے جلسوں میں اسلام پر کئے تھے اور روز روشن کی طرح ثابت کر دکھایا۔ کہ عقل سلیم و فطرت انسانی کے مطابق امن و آشتی کی تعلیم دینے والا۔ اخوت عامہ و مساوات کا سبق پڑھانے والا عالمگیر مذہب ہونے کی صلاحیت رکھنے والا صرف اسلام ہے۔ اس کے بعد لیکچرار موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلیفہ اول رضی اللہ عنہ و خلیفہ دوم مدظلہ کے فوٹو اور نیز اور فوٹو بذریعہ میجک لینٹرن دکھائے۔ پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کی لاش کا فوٹو دکھا کر جب پبلک کو یہ بتایا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ نشان آریوں کیلئے دائمی یادگار رہے۔ اس وقت عجب سماں نظر آ رہا تھا جلسہ ختم ہونے کے بعد جناب منشی الطاف حسین صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول اٹاوہ و دیگر تعلیم یافتہ معززین مولانا موصوف کے پاس بیٹھ کر آپ کے سفر تبلیغی کے حالات دیر تک دریافت کرتے رہے ؛ (سید صادق حسین مختار عدالت و سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

اشتہارات

لوگ موتی سرمہ بار بار منگواتے ہیں

جناب بابو چراغ الدین احمد صاحب ہیڈ کلرک رخصتی ٹبر گگے زیاں سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ پچھلے ماہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا جس نے بہت فائدہ دیا۔ اب ایک تولہ اور موتی سرمہ رجسٹرڈ بذریعہ وی پی جلد بھیجدیں ۱۱۔ آج ایک دنیا مانتی ہے۔ کہ یہ سرمہ۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند۔ گوہانجنی رتوندہ۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ایک دفعہ منگواتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہوجاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر ؛

اکسیر البدن رجسٹرڈ

کمزور کو زور آور۔ زور آور کو شاہ زور بنانا اس دوا پر ختم ہے۔ دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اس دوا کا ہی کام ہے۔ گویا ہر قسم کی بدنی اور دماغی کمزوری کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف صہ ؛

ملنے کا پتہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور

پٹو۔ زعفران و دیگر تحائف کشمیر

معزز خریداران الفضل کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اس نوٹس کو غور سے پڑھیں۔ اگر انہیں مندرجہ ذیل میں سے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو ہم سے طلب کریں۔ یقیناً ان کو فائدہ ہوگا۔ اور مال ہر رنگ میں بے نقص ہوگا ؛

مالیدہ پٹو۔ خالص۔ ملائم۔ مضبوط عرض ۸ ½ گرہ طول ۹ گز۔ پورا سوٹ ہیں قیمت لـہ؎ سے عـہ؎ تک۔ **کمبر پٹو**۔ خالص خوبصورت مضبوط۔ عرض ۱۲ گرہ ½ ۷ گز۔ پورا سوٹ ہیں قیمت عـہ؎ سے صـہ؎۔ **نمدہ یارقندی** جو فرش کے لئے قالین سے بڑھ کر ایک چیز ہے۔ سادہ صہ روپے اور گلدار صہ روپے سے صـہ؎ تک۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی لوئیاں۔ شال۔ زنانہ فردریشم کا کام اور **زعفران کشمیری۔ زیرہ۔ اخروٹ۔ بادام ست سلاجیت آفتابی۔ ڈڑیاں (کشمیری مصالحہ)۔ گچھیاں** وغیرہ ہماری دکان سے صاف اور بکفایت مل سکتی ہیں۔ صرف آزمائش شرط ہے ؛

المشتہر

محمد امین قریشی اینڈ کو جنرل مرچنٹس نمبر ۲ برج سرینگر کشمیر ؛

رشتہ کی ضرورت

ایک بالغ جوان قرآن شریف و اردو پڑھی لکھی امور خانہ داری سے واقف احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ برسر روزگار، مخلص نوجوان مبایع احمدی ہو۔ آمدنی یکصد روپے کے قریب ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں ؛

منشی اللہ دتا صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ دفتر ڈپٹی کلکٹر بہادر انہار۔ حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ ؛

سول انجینرنگ کالج کپور تھلہ بسرپرستی امداد

ہز ہائی نس عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ سال گذشتہ میں کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمے میں مختلف تنخواہوں پر اس وقت کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات معززین اور انجینرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط۔ نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر اوورسیر اور سب انجینیر کلاسز کے لئے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ حکام کے سرٹیفکیٹ کے جنجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتی ہیں ؛

(پہلا نام تبدیل کر دیا ہے)

مشیر طبی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ،

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے شمیم ہیر آئیل استعمال کروایا ہے۔ اس کو پسند کیا گیا ہے۔ اس کی خوشبو بہت خوشگوار ہے۔ اور بالوں کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عـہ؎ یکمشت تین کے لئے ۱۲؎۔ محصول بذمہ خریدار ؛

ملنے کا پتہ

شمیم ہیر آئیل۔ قادیان۔ (پنجاب)

سرمہ منظور نظر ،

کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنے اسم بامسمےٰ ہونے کا ثبوت خود آپ کو دے گا۔ جو کہ دکھتی آنکھوں دھند جالا سفیدی چشم۔ ککرے نئے ہوں یا پرانے۔ ضعف بصر۔ خارش آنکھوں سے پانی آنا وغیرہ۔ میں خدا کے فضل سے اکسیر ہے۔ ایک دفعہ ضرور منگا کر تجربہ کرو۔ قیمت رفاہ عام کے لئے بالکل واجبی۔ فی تولہ ۱۲؎ معہ محصولڈاک ؛

مینجر شفاخانہ دلپذیر بسلانوالی ضلع سرگودھا

مشہدی تحفے

معزز حضرات ہم نے یہاں پر اعلےٰ قسم کا مشہدی مال مثلاً لنگیاں قبا دیز اور رومال وغیرہ کا بندوبست کیا ہے یہ مال خدا کے فضل سے نہایت اعلےٰ اور دیانتداری سے روانہ کیا جاوے گا۔ نرخ لنگی عـہ؎ فی گز۔ قبا دیز عـہ؎ فی گز۔ رومال ریشمی مشہدی عـہ؎ سے للعہ تک۔ لنگی ۱۲ فٹ گز اور جس رنگ کی درکار ہو ہمراہ آرڈر تحریر فرمادیں۔ لنگیوں کا رنگ سیلیٹی۔ سیاہ۔ سفید ہاتھی۔ سیاہ ہاتھی۔ سیلیٹی ہاتھی ہوتا ہے علاوہ اس کے ہم یہاں سے اعلےٰ قسم کی خشک قندھاری فروٹ مثلاً کشمش۔ بادام۔ پستہ۔ زردآلو وغیرہ بالکل واجبی قیمت پر ارسال کر سکتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے یہ مال بذریعہ وی پی یا پیشگی قیمت آنے پر روانہ کیا جاویگا

المشتہر

محمد اسماعیل احمدی مینیجر احمدیہ سپلائنگ ایجنسی سورج گنج بازار کوئٹہ۔ بلوچستان

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

آنے والی کرسمس اور نئے سال کی تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے معہ کالکا شملہ سیکشن پر واپسی کے ٹکٹ جو ۱۴ر جنوری ۱۹۲۶ء تک ہونگے ۱۴ر دسمبر سے لے کر ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء تک حسب ذیل شرح پر دیئے جائیں گے۔

درجہ اول و دوم — ۱ ⅓ کرایہ پر

درجہ درمیانہ — ۸ پائی فی میل۔ ماسوا کالکا شملہ سیکشن جہاں ۱ ⅓ کرایہ چارج کیا جائے گا ؛

دفتر ایجنٹ — جے۔ اے۔ ایچ چیز

لاہور تاریخ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء — قائم مقام ایجنٹ

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

محمد احمد اینڈ کمپنی۔ قادیان

ناظرین اخبار ضرور پڑھیں

تحقیق عـہ؎۔ احکام القرآن عـہ؎ مجلد عـہ؎۔ تزئین مجلد اردو فارسی عـہ؎۔ اربعین ۸ر ترک موالات ۸ر۔ آئینہ کمالات اسلام ۳ر۔ ازالہ اوہام ۲ر۔ فتح اسلام ۵ر توضیح مرام ۵ر۔ مجموعہ فتاوی احمدیہ عـہ؎۔ تزئین اردو ۵ر۔ قبولیت دعا کے گر امر تقوی کے حصول کے گر۔ ربع سور ؛ نصیر بکڈپو قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ہمارے نئے وائسرائے رائٹ آنریبل لارڈ ارون رائل کمشن کے ساتھ آئیں گے۔ جسے گورنمنٹ نے ہندوستان میں اصلاحات کی تحقیقات کے لئے بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ملک معظم کی گورنمنٹ نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ موجودہ اصلاحات کی تحقیقات کی جائے۔ اور ایک رائل کمیشن تحقیقات کر کے تبدیلیوں کے متعلق رپورٹ کرے گا۔

—— آریہ سماج لاہور کے جلسہ پر قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہوا۔ خلقت اور ہجوم کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں تھا۔

—— رنگون ۲ر دسمبر۔ رنگون گزٹ رقمطراز ہے۔ کہ صبح ۶ بجے کے وقت ۵ داروغے ۳۰ یا ۴۰ قیدیوں کے ایک گروہ کو نہلانے کے لئے لے جا رہے تھے۔ کہ ان قیدیوں نے داروغوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے اسلحہ چھین لئے۔ اور ان میں سے دو کو ہلاک کر دیا۔ باقی داروغے بھاگ گئے۔ ان قیدیوں نے باقی کے قیدیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل ہو جانے پر مائل کرنا چاہا۔ ان کے انکار پر ان شوریدہ سروں نے ان پر بھی یورش کی۔ ڈپٹی کمشنر۔ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک مسلح جماعت کی آمد پر دونوں جماعتوں میں خوب لڑائی ہوئی۔ جس میں ان قیدیوں کا سرغنہ قتل ہو گیا۔ کوئی قیدی جیل سے بھاگ نہیں سکا۔ اب کسی قسم کا خدشہ نہیں۔

—— ٹائمز وغیرہ انگریزی اخبارات میں ماہرین اور واقف کار اہل قلم خیبر ریلوے پر خاص مضامین شائع کرا رہے ہیں۔ بعض اس خیال کے مؤید ہیں۔ کہ خیبر ریلوے ایک ریوالور ہے۔ جس کا نشانہ افغانستان کا سر ہے۔

—— لاہور۔ حکومت پنجاب نے معاملات پولیس کی تحقیقات کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ مسٹر ملس صدر اور گوری دیال سیکرٹری مقرر ہوئے۔ مسٹر گلک اور مسٹر سکندر حیات خاں ایم۔ ایل۔ سی۔ ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ تحقیقات ۴ر جنوری سے شروع ہو گی۔ اور غالباً اپریل کے آخر تک ختم ہو جائے گی۔

—— ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں دیانند کالج لاہور کے پروفیسر امرناتھ بالی نے زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۵ تعزیرات ہند پنڈت بدھ دیو ودیا النکار سناتک گوروکل کانگڑی کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ بنائے استغاثہ پنڈت بدھ دیو کی وہ تقریر ہے۔ جو انہوں نے ۲۸ر نومبر کی صبح کو آریہ سماج لاہور کے منڈپ واقعہ گوردت بھون میں ملاپ کانفرنس میں کی تھی۔ اور جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ جہاں ایک طرف کالج پارٹی میں پنڈت بھگوت جیسے پرش ہیں۔ جو مانس بھکشن کو ویدودھ مانتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف پروفیسر امرناتھ بالی جیسے جو کندھے پر بندوق رکھ کر شکار کھیلنے جاتے اور کھلم کھلا مانس بھکشن کا پرچار کرتے ہیں۔

—— لاہور ۴ر دسمبر۔ پنجاب کی مجلس مقننہ کا جلسہ آج نہایت دلچسپی و انہماک کے ساتھ ہوا۔ ایک غیر سرکاری ریزولیوشن پر پورے تین گھنٹہ مباحثہ ہوتا رہا۔ ریزولیوشن مذکور میں گورنمنٹ سے یہ سفارش کی گئی تھی۔ کہ کونسل کے غیر سرکاری ممبروں کو ان کے اپنے اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں غیر سرکاری طور پر جیلخانوں کا معائنہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ ریزولیوشن پاس ہو گیا۔

—— چودھری شہاب الدین مجلس وضع قوانین پنجاب کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ چودھری صاحب کے حق میں ۳۹ اور میاں شاہنواز کے حق میں ۳۰ ممبروں نے رائے دی۔

—— احمد آباد ۳ر دسمبر۔ اپنے فاقے کے متعلق مہاتما گاندھی ینگ انڈیا میں رقمطراز ہیں۔ میں ستیہ گرہ آشرم جیسی عظیم الشان درسگاہ کا روح رواں ہوں۔ دوستوں نے اب تک دو لاکھ روپیہ تو زمین و عمارات کے لئے بھیج دیا ہے۔ اور دیگر اخراجات کے لئے وہ ۸۰ ہزار سالانہ دے رہے ہیں کیونکہ ان کو یقین ہے۔ کہ میں جامع صفات نوجوان مرد و زن پیدا کر رہا ہوں۔ لڑکیوں کو غیر شادی شدہ رہنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں اگر کوئی بے عنوانی ہو۔ تو اس کا ذمہ وار میں ہی ہوں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— کابل میں ایک جرمن پر۔ جو تعلیم گاہ جرمنیہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہے الزام عاید کیا گیا ہے۔ کہ اس نے ایک افغان کو گولی کا نشانہ بنایا۔ جو ہسپتال میں جا کر ہلاک ہو گیا۔ افغانی حکام نے جرمن وزیر مختار متعینہ کابل کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ملزم کیلئے سزائے موت صادر کرنا ناگزیر ہے۔ لیکن جرمن دفتر مختاری اس کی رہائی کے لئے کوشش کر رہا ہے۔

—— روما ۲ر دسمبر۔ سائنیر مسولینی نے قوم سے اپیل کی تھی۔ کہ امریکن قرضہ ادا کرنے کے لئے قوم کو دسمبر سے قبل ...... ڈالر چندہ جمع کر دینا چاہیئے۔ اس پر قوم نے یہ چندہ جمع کر دیا یعنی وصول شدہ رقم طلب کردہ رقم سے تقریباً چار گنا زیادہ ہے۔

—— لنڈن۔ ۲ر دسمبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ لکھتا ہے۔ کہ موسیو ڈی جووینال کے ساتھ دوستانہ گفتگو کرنے کے بعد مجلس شام و فلسطین کے ارکان قاہرہ نے اس کے روبرو ایک عرضداشت پیش کی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ فرانسیسی شام سے واپس چلے جائیں۔ حکمداری منسوخ کر کے ایک قومی حکومت قائم کی جائے۔ موسیو ڈی جووینال نے قدرتاً ان مطالبات کو مسترد کر دیا۔ اور بیان کیا۔ کہ فرانس قطعاً یہ ارادہ نہیں رکھتا۔ کہ حکمداری سے دست کش ہو جائے۔ نیز مجلس مذکور کو متنبہ کیا۔ کہ ان کے اس فعل کا مقصد یہ ہے۔ کہ شامی صورت حالات سخت نازک ہو جائے۔

—— لنڈن۔ ۳ر نومبر۔ دارالعوام میں ایک مزدور ممبر نے سوال کیا۔ کہ کیا ابھی تک یورپ اور امریکہ کی ڈاک کھولی اور روک لی جاتی ہے۔ لارڈ ونٹرٹن نے ہندوستانی ڈاکخانجات ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۲۵ کا حوالہ دیا۔ جس سے گورنر جنرل یا مقامی حکومت کو اختیار حاصل ہے۔ کہ امن عامہ کے مفاد کے لئے خط و کتابت کو روک سکے۔ نیز اس نے کہا۔ کہ ایسے اختیارات تمام حکومتوں کے لئے لازمی ہیں۔ اور یہ فرض کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس طریقہ کا غلط یا بلاوجہ استعمال ہو رہا ہے۔

—— آسلو۔ ۳ر دسمبر۔ اسٹارتھنگس نوبل کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء کا پیس پرائز کسی کو نہ دیا جائے۔ گذشتہ سال بھی یہ پرائز کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔

—— قسطنطنیہ ۳ر دسمبر۔ ترکی کے مشرقی صوبوں میں جدید اصلاحات کے خلاف بے چینی اور اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے حکومت نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ارض روم۔ سیواس۔ طرابزون اور اور رضاہ کی ولائیتوں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ مراش میں ایک اور بلوہ رونما ہوا۔ مظاہرہ کنندوں نے ایک "سبز علم" مسجد سے لیا۔ اور والی کے محل کے سامنے نعرے لگائے۔ چھجے دار ٹوپیوں کو تباہ کر دو۔ ہم کو ہیٹ درکار نہیں ہیں۔ چالیس اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔ امن و امان بذریعہ فوج قائم کر دیا گیا۔

—— بیروت ۲ر دسمبر۔ فرانسیسی حکام نے دمشق کے غیر ملکی قنصلوں کو مطلع کیا ہے۔ کہ شہر کے بعض محلوں پر گولہ باری کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ باغی ان محلوں پر قابض ہو جائیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ دروزی حصبیہ سے روانہ ہو کر ترمون سے گذر گئے۔ اور اب وہ ضرور دمشق پر حملہ کرنے کا ارادہ کریں گے۔

—— وفد خلافت کمیٹی جو مکہ کا دورہ کر رہا ہے۔ اس کی طرف سے ایک پیغام موصول ہوا ہے۔ کہ سلطان ابن سعود نے مسجدوں اور عبادت گاہوں کو اپنی اصلی حالت پر بحال کر دیا ہے اور مدینہ کے لوگوں کی امداد کے لئے دس ہزار پونڈ کی منظوری دی ہے۔

—— اکسفورڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ آئرلینڈ کی سرحد کا جو جھگڑا بہت دیر سے جاری تھا۔ اسکے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے۔ تمام پارٹیوں کی مرضی کے مطابق عہد نامے پر دستخط ہو گئے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ شام میں فرانس کی آئندہ پالیسی یہ ہو گی۔ کہ جو لوگ امن کے خواہاں ہیں۔ انہیں امن دیا جائیگا۔ اور جو جنگ کے خواہشمند ہیں۔ ان سے لڑائی کی جاوے گی۔